منصور اصغر راجہ

گجرات کی ۳۳۰ برس قدیم مسجد ہتھیانے میں قادیانی ناکام

گجرات میں ۳۳۰ سالہ قدیم مسجد پر قبضے کا مقدمہ قادیانی ہار گئے۔ ۱۹۳۰ء میں موضع گولیکی کی مرکزی مسجد کے پیش امام نے قادیانیت اختیار کرلی تھی۔ جس کے باعث تقریباً آدھا گاؤں مرتد ہوگیا۔ ۱۹۹۱ء میں مسجد کی تعمیر نو کے دوران قادیانیوں نے اسے اپنی عبادت گاہ میں تبدیل کردیا۔ گاؤں میں کشیدگی پھیلنے کے باعث ضلعی انتظامیہ نے اٹھارہ سال پہلے مسجد کو سیل کردیا تھا۔ قادیانیوں اور مسلمانوں کے تنازعے کی وجہ سے ۲۰۰۱ء میں اس گاؤں میں آٹھ افراد قتل ہوئے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو مقدمہ واپس لینے اور مسجد سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ ۲۰۱۰ء میں قادیانیوں نے مقدمے کی مدعی ماسٹر سرفراز کو شہید بھی کردیا۔ تاہم مسلمانوں کی اٹھارہ سالہ جدوجہد رنگ لے آئی۔ مقامی عدالت نے مقدمے کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کرتے ہوئے مسجد کھولنے کا حکم جاری کردیا ہے۔

گجرات شہر کی مغربی جانب تقریباً ۱۵ کلومیٹر کی مسافت پر واقع گاؤں، گولیکی گزشتہ بیس برس کے دوران کئی بار خبروں میں شامل رہا۔ جس کی وجہ یہاں مسلمانوں اور قادیانیوں کا ایک پرانا تنازع تھا۔ ڈھائی ہزار گھرانوں پر مشتمل اس گاؤں کی مرکزی مسجد کی بنیاد تقریباً تین سو سال پہلے یہاں کے ایک بزرگ حافظ غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں امام دین نامی پیش امام نے قادیانیت اختیار کرلی۔ مرتد ہونے کے بعد پیش امام نے اپنی ”محنت“ شروع کردی۔ مقامی ذرائع کے مطابق دوسری طرف حالت یہ تھی کہ مقامی مسلمانوں کو قادیانی فتنے کے بارے میں کچھ زیادہ آگہی نہیں تھی۔ علاوہ ازیں لوگ زیادہ پڑھے لکھے بھی نہ تھے۔ لہٰذا گاؤں کے سیدھے سادے دیہاتی اس مرتد پیش امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے رہے اور اس سے نکاح اور جنازے بھی پڑھواتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصے بعد گاؤں کے بیشتر لوگ قادیانی ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے بعد گاؤں کے مسلمانوں کو بات کچھ سمجھ آئی۔ لیکن چونکہ سب لوگ آپس میں قریبی رشتہ دار تھے۔ اس لیے بزرگوں نے بات آگے بڑھانے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمان یہاں نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ جس کے بعد قادیانیوں کا مسجد پر قبضہ مزید مضبوط ہوگیا۔ ۱۹۹۱ء میں قادیانیوں نے اس مسجد کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا اور اس دوران مسجد کو باقاعدہ قادیانی عبادت گاہ کی شکل دینے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ اب ۱۹۳۰ء نہیں بلکہ ۱۹۹۱ء تھا لہٰذا کچھ پڑھے لکھے نوجوان آگے بڑھے اور قادیانیوں کو عبادت گاہ کے مینار تعمیر کرنے سے روک دیا۔ گاؤں کا ماحول ایک بار پھر کشیدہ ہوگیا۔ لیکن گاؤں کے بزرگ پھر آگے آئے اور فریقین میں مصالحت کرادی۔ قادیانی کچھ عرصہ خاموش رہے۔ لیکن ۱۹۹۶ء میں انھوں نے اچانک مسجد کی چار دیواری پر ”بیت الحمد“ لکھوا کر اس کے قادیانی عبادت گاہ ہونے کا اعلان کردیا۔

ذرائع کے مطابق مسلمانوں نے جب اس پر احتجاج کیا تو مالی طور پر بے حد مضبوط مقامی قادیانیوں نے انھیں آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا کہ وہ کون ہوتے ہیں اس مسجد کے معاملات میں مداخلت کرنے والے اوراس کے ساتھ ہی وہاں مسلح قادیانیوں کا پہرا بٹھا کر مسلمانوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔ گاؤں میں ایک بار پھر کشیدگی پھیل گئی اور بات مرنے مارنے تک پہنچ گئی۔ چونکہ پیسے کے اعتبار سے قادیانی زیادہ مضبوط تھے۔ علاوہ ازیں ان کی جماعت بھی انھیں مبینہ طور پر مکمل سپورٹ کررہی تھی۔ لہٰذا مسلمان بزرگوں نے خون خرابے سے بچنے کے لیے لڑائی جھگڑے کی بجائے عدالت جانے کا فیصلہ کیا۔ مسلمانوں نے علاقہ مجسٹریٹ الیاس گل کی عدالت میں درخواست دائر کردی کہ تین سو سال پرانی مسجد کو قادیانیوں کے قبضے سے واگزار کرایا جائے۔ اس مقدمے کے مدعی ماسٹر سرفراز، افضل سندھو، محمد نثار، محمد اکرم اور محمد اعظم بنے۔ کمرۂ عدالت سے باہر آتے ہوئے ایک بااثر قادیانی نے مسلمانوں کو دھمکانے کی کوشش کی تو مسلمان لڑکے بپھر گئے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے مجسٹریٹ نے فی الفور مسجد کو سیل کرنے کا حکم دے دیا۔ یوں مذکورہ مسجد ۲۲ ستمبر ۱۹۹۶ء کو سیل کردی گئی۔ لیکن گاؤں کی صورتحال اس وقت کشیدہ ہونے لگی جب بااثر قادیانیوں نے مقدمہ واپس کے لینے کے لیے مسلمانوں پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ وہ کبھی مسلمانوں کو دھمکیاں دیتے اور کبھی مختلف لالچ۔ تاہم پانچوں مدعی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ۲۰۰۱ء میں اسی تنازعے کی وجہ سے کچھ مسلمان لڑکوں کی قادیانیوں سے تلخ کلامی ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فریقین نے ہتھیار نکال لیے۔ فائرنگ کے تبادلے میں چار مسلمان شہید ہوئے اور چار قادیانی مارے گئے۔ اب گاؤں کی فضا مزید خراب ہوگئی لیکن مقدمے کے مدعی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ۲۰۰۸ء میں مقامی سینئر سول جج شہزاد کیانی نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ مسلمانوں نے اس فیصلے کے خلاف فوری طور پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات کی عدالت میں اپیل کردی۔ سیشن جج نے یہ کہہ کر کیس دوبارہ سول عدالت میں ریفر کردیا کہ یہ استقرار حق کا کیس ہے، لہٰذا اس کی سماعت سول کورٹ میں ہی ہونی چاہیے۔ اس کیس کا فیصلہ بھی دسمبر ۲۰۱۰ء میں مسلمانوں کے خلاف ہوگیا۔ لیکن مسلمانوں نے حوصلہ ہارنے کی بجائے اس قانونی لڑائی کو جاری رکھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے فیصلے کے خلاف دوبارہ سیشن کورٹ میں اپیل کردی جس پر سیشن کورٹ کی طرف سے کیس دوبارہ سول عدالت میں ریفر کردیا گیا۔ اس دوران قادیانیوں نے مسلمانوں کو دباؤ میں لانے کے لیے اپنے ہتھکنڈے جاری رکھے۔ مقدمے کے ایک مدعی افضل سندھو کو متعدد بار پیغام بھیجا گیا کہ آپ لوگ مسجد کے رقبے سے دوگنی زمین متبادل جگہ پر لے لیں۔ قادیانی وہاں مسجد بھی تعمیر کراکے دیں گے لیکن آپ لوگ مقدمے سے دستبردار ہوجائیں۔ علاوہ ازیں مدعیوں کو کیس واپس لینے کے عوض بھاری رقم کی پیش کش بھی کی گئی۔ لیکن انھوں نے کیس واپس لینے سے انکار کردیا۔ اس پر ۲۰۱۰ء میں مقدمے کے ایک مدعی ماسٹر سرفراز شہید کردیے گئے۔ وہ صبح سویرے اسکول جارہے تھے کہ راستے میں

قادیانیوں نے انھیں فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔مقدمے کے ایک مدعی افضل سندھو نے ''امت'' کو بتایا کہ ''ہمارے دوست ماسٹر سرفراز کو صبح آٹھ بجے شہید کیا گیا۔ان کی نماز جنازہ رات ساڑھے دس بجے ادا کی گئی۔ساڑھے چودہ گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی ان کا چہرہ بالکل تر و تازہ پھول کی مانند کھلا ہوا تھا اور زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ان کے جنازے میں اس طرح خلقت اُمڈ کر آئی کہ نماز کے لیے دس کنال رقبے میں صفیں بنانی پڑیں۔اس منظر کو دیکھ کر ہم باقی بچ جانے والے چاروں دوستوں کا حوصلہ مزید بڑھ گیا۔ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مسجد کی خاطر اگر ہماری بھی جان چلی جائے تو یہ سودا ہرگز مہنگا نہیں ہے۔'' بالآخر مسلمانوں کی اٹھارہ سال کی جدوجہد رنگ لے آئی۔مقامی سینئر سول جج قاسم بھٹی نے ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۵ء کو مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مسجد کھولنے کا حکم جاری کر دیا۔انھوں نے اپنے فیصلے میں ریمارکس دیتے ہوئے لکھا کہ ''جس جگہ مسجد تعمیر کی جائے وہ جگہ زمین کی تہہ سے لے کر آسمان تک تا قیامت مسجد ہی رہے گی۔اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا''۔افضل سندھو کے مطابق بعد ازاں ہفتے کی شام نماز عشاء کے موقع پر مقامی پولیس کی نگرانی میں مسجد کھول کر مسلمانوں کے حوالے کر دیا گیا جہاں اٹھارہ سال کے بعد نماز عشاء کی اذان دینے کی سعادت افضل سندھو کو حاصل ہوئی۔اس فیصلے سے علاقے بھر کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ایک سوال کے جواب میں افضل سندھو نے ''امت'' کو بتایا کہ مذکورہ گاؤں میں اب صرف پچاس قادیانی گھرانے باقی ہیں۔جبکہ ۳۵ گھرانوں کے تمام افراد گزشتہ چند برس کے دوران اسلام قبول کر چکے ہیں۔

(''مطبوعہ: روزنامہ امت'' کراچی، ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۵)

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

29 اکتوبر 2015ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961